رجسٹرڈ ایل ۱۶۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۶ دار الامان قادیان ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء جلد ۴

بقیہ مضمون سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی

دیکھو نمبر ۲۲ - الحکم

امرا

امرا کو فیشنیبل لائف کے خیال نے ایسا محو کیا ہے کہ طرز معاشرت زمانہ کی تقلید انکا پیچھا نہیں چھوڑتی سر و سامان زندگی کی بہم رسانی کی آفات سے رہائی مشکل ہو گئی - رات دن انہیں مصروفیت سے فرصت نہیں ملتی - کہیں مکانوں کی آرائش کہیں لباس کی زیبائش - کہیں سیر و شکار کی طیاری - کہیں جلسہ عیش و نشاط کی باری - پس انہیں مشغلوں میں ان کی عمر بسر ہوتی ہے انکو تو کبھی بھی دین اور اسکی پابندی کی طرف توجہ نہیں ہوتی - مال و جان اور ساتھ ہی ایمان تباہ ہو جائے مگر انکا مذاق اور فیشن پورا ہو - سادگی سے زندگی بسر کرنا ہی عیب ہے عقائد اسلامی اور احکام شریعت پر اندر ہی اندر چھاپے ہو رہے ہیں - اس طبقہ میں کوئی خدا کا بندہ ہوگا جسکو فرائض اسلامی کی بجا آوری کی فکر ہو جس اولاد کے یہ بزرگ باپ ہوں اس اولاد کا کیا حال بس خدا ہی حافظ ہے

تمام پیشہ ور اور کاروباری لوگ

ان سے نیچے کے طبقے کے لوگ جن مشغلوں میں پڑے ہیں زمانہ کی رفتار کے اثر سے وہ بھی محفوظ نہیں - ان کی نظریں اپنی محنت کا اجر لینے کے واسطے بھی اعلی طبقہ کی طرف دوڑتے ہیں بلکے لئے ساز و سامان کی بہم رسانی اور اپنی خواہشات کے مطابق انکی مشغولی انکو سرگرداں کر رہی ہے - اگر ان مشغلوں سے فراغت مل گئی تو باہمی بد اندیشیاں اور منصوبہ بازیاں شروع ہو گئیں کوئی ہوگا جو اپنی کارسازی میں جائز ناجائز کا لحاظ رکھتا ہو - کوئی قانون دانوں کے بس میں - کوئی مقدمہ کرتا ہے کوئی کراتا ہے - اسی طرح ہر پیشہ اور کام میں ایک غضب کا اندھیر مچا ہوا ہے - وہ سلامتی - اتقا - اور خشیت

اسلیئے اکثر ہمدردوں نے حدا جانے یہ سمجھکر کہ **ایڈیٹر** کوئی کیمیاگر ہے اور اسے سونا بنانا آتا ہے یا یہ خیال کرکے کہ جیسے ہم اخبار مفت لے لیتے ہیں اور تقاضا رقیمت ادا کی قیمت کے خیالی وعدے کر چھوڑتے ہیں ایڈیٹر صاحب بھی کاغذ محصول ڈاک کارپردازوں کی تنخواہیں خیالی طور پر ادا کردیتے ہونگے اور یہ سب چیزیں انکو بلا مشقت مسکتی ہونگی قیمت دینے کی ضرورت نسمجھی - یہانتک کہ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء تک جب بقایا کی فہرست طیار ہوئی تو **ایک ہزار سے کچھ زائد روپیہ خریداروں کے ذمہ بقایا نکلا** - اور پھر یہ بقایا کوئی ہزاروں کی تعداد میں نہیں بلکہ صرف تین سو خریداروں کے نام پر ہے - میرا یہ مطلب نہیں کہ سب کے سب ایسے ہیں جنہوں نے چندہ اخبار ادا نہیں کیا ؟ نہیں تھوڑے ہیں جو چندہ دیتے ہیں اور بہت ہیں **جو اخبار لینا جانتے ہیں اور مفت لیکر پڑھنا پسند کرتے ہیں** -

جب کہ حالت ایسی ہے تو پھر میں نہیں کہہ سکتا کہ اخبار کو بروقت شائع کرنیکے لئے کسقدر سہولتیں مجھے حاصل ہیں میںنے عذر تقصیر والے مضمون میں اپنے تمام عذرات کو پیش کردیا تھا - لیکن وہ بھی حسب دستور سابق اسی قابل تھا کہ اسپر توجہ نہ کی جاتی - **الغرض** مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی -

میں نہیں چاہتا کہ اس ناگوار قصہ کو اور لمبا کروں اور اُن دلونکو جنہیں الحکم کے ساتھ خاص تعلق اور محبت ہے صدمہ پہونچاؤں ورنہ الحکم کے اکثر ناظرین کی کم توجہیاں اس قابل ہیں کہ اگر میں اُنکو بیان کروں تو شاید آپ سُننے کی بھی برداشت نہ کرسکیں - محض اسی خیال سے میںنے چندہ کی وصولی کے لئے ہمیشہ مختصر سے نوٹ دئے ہیں اور وہ بھی بہت کم - اگر حالت ایسی ہی رہے تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ الحکم کا حشر کیا ہو مگر میںنے بہت غور و فکر کے بعد اور اپنے بعض سرپرست اور مربیوں کے ایما سے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ **اگر میں زندہ رہوں اور خدا تعالے مجھے توفیق دے** کیونکہ اُسکے فضل اور توفیق کے بدوں کچھ نہیں ہو سکتا تو جنوری سنہ ۱۹۰۷ء سے اخبار کو باقاعدہ بنا دیا جاوے اور جیسا کہ گذشتہ سالوں میں ہر پہلو میں اخبار نے اپنی حالت میں ترقی کی ہے اس سال اسکا حجم اور بھی بڑھا دیا جاوے اور حضرت **مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی** ایدہ اللہ بنصرہ

(جنکی سچی ہمدردی اور للہی امداد کا اجر شکور خدا ہی دے سکتا ہے) نے خود اس تجویز کی تحریک فرمائی ہے اور ضمنی وعدہ فرمایا ہے کہ **وہ ہفتہ وار ایک ضروری مضمون جو علی العموم حضرت اقدس کی ڈائری پر مشتمل ہوگا الحکم کے لئے لکھا کرینگے جزاہ اللہ احسن الجزا۔**

ایساہی دیگر احباب نے تحریک کی ہے کہ ہفتہ وار اخبار کا حجم اگر ۳۲ صفحہ کا نہیں تو کم از کم ۱۶ صفحہ کا ہوجانا چاہیئے۔ اس لئے میں جنوری سنہ ۱۹۱۱ء سے اخبار کو باقاعدہ ہفتہ وار موقت الشیوع اخبار بنانا چاہتا ہوں۔ اور سردست موجودہ تقطیع کے پورے ۱۶ صفحوں پر جسمیں کوئی اشتہار تاجروں کا نہوگا شایع کرنا چاہتا ہوں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی انتظام کرنا ضروری ہے کہ ان حضرات کو خریداری سے معاف رکھا جاوے جو قیمت نہیں دیسکتے۔ اس لئے یہ **قاعدہ ضروری ہے کہ بدون وصول قیمت پیشگی کسیکے نام اخبار ہرگز ہرگز جاری ہی نہ ہوگا۔**

اس صورت میں اخراجات کا آپ خود اندازہ کرسکتے ہیں کہ قریباً دگنے ہوجاوینگے اور انکے پورا کرنیکے لیے چند ضروری امر آپکی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

اول متمول اور معززہ احباب کم از کم جو پچاس یا زیادہ ماہوار آمدنی رکھتے ہیں عہ سالانہ قیمت دیں اور عوام صہ سالانہ کیونکہ جسقدر مالی مشکلات میں نہ پڑنے سے اخبار کو مدد دی جاویگی اُسیقدر بہتری کی صورتیں نکلتی آئیں گی اور میں پوری توجہ اخبار ہی کی طرف کرسکونگا۔

دوم ہر خریدار جسدرجہ کا خریدار ہو وہ سال بھر میں اُسی درجہ کا ایک جدید خریدار ضرور پیدا کرنے کی کوشش کرے۔

سوم مطبع کو چھپوائی کے کام سے مدد دی جاوے۔

چہارم یہ قیمتیں ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء تک وصول ہوجانی چاہئیں

جن خریداروں کی قیمت ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء تک وصول نہ ہوگی وہ سنہ ۱۹۰۱ء کیلئے
خریدار منظور نہ ہوں گے اور کسی صورت میں بدون وصول قیمت اخبار جاری نہ
ہوگا۔

پنجم جن خریداروں کے ذمہ جسقدر رقم مد بقایا میں موجود ہے وہ ۱۵
دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء سے پہلے جس وقت میں چاہونگا ایک ہفتہ پہلے اطلاع دیکر بذریعہ
وی پی وصول کرلوں گا اور جو صاحب اسپر بھی نادہندہی رہیں گے انکے
ناموں کا اعلان کر دینا ضروری ہوگا۔

ششم اخبار کے متعلق اگر کوئی ضروری مشورہ میرے معزز ناظرین دینا
چاہیں تو وہ بھی ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء سے پہلے پہلے میرے پاس آجانا چاہیے۔
میں اس عریضہ کو ایک چٹھی کی صورت میں الگ چھاپ کر
آپ لوگوں کی خدمت میں بھیجتا ہوں اگر آپ سنہ ۱۹۰۱ء کے لیے خریدار
ہونا چاہتے ہیں تو مندرجہ ذیل فارم کی خانہ پری کر کے
اخیر نومبر تک میرے پاس بھیجدیں۔

میں ہوں آپکا خدمتگذار دلی **خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان**

نوٹ ضروری۔ بدوں وصولی قیمت اخبار ہرگز جاری نہ ہوگا۔ اسلئے ایسی درخواست ہرگز نہ کی جاوے بلکہ نمونہ کا پرچہ بھی اب ٹکٹ کے بغیر روانہ نہ ہوگا

جناب ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
میرا نام خریدان اخبار میں بابت سنہ ۱۹۰۱ء درج فرماویں اور مبلغ بابت قیمت
الحکم سنہ ۱۹۰۱ء بذریعہ منی آرڈر ۱۵؍ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء تک آپکے پاس بھیجدی جاویگی
یا آپ بذریعہ وی پی ۱۵؍ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء تک وصول کرلیں۔
راقم ساکن ڈاکخانہ ضلع

کسی کے قول اور فعل میں کہاں۔ اگر کوئی سلیم الطبع ایسا ہے بھی تو دنیا کے تجربہ کار ہوشیار دوست اور مشیر کب اسکو سچائی پر قائم رہنے دیتے ہیں۔ کثرت ضروریات زمانہ نے کاروبار کا دامن یہانتک لمبا کردیا ہے کہ انکا سرانجام ہی ایک بلاء بےدرمان نظر آتا ہے۔ وہ مشغولی اور عدم فرصت ہے کہ فرائض کی بجا آوری کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ ادھر دوسری قوموں کے ساتھ مقابلہ لگا ہوا ہے۔ ہائے وہ دنیا میں بڑھ گئیں۔ انکی ترقی ایک الگ آفت ڈھا رہی ہے۔ خدا کی پناہ یہ بے سروپائی اور یہ کثرت اشغال۔ دنیا بھی بڑی آب وتاب سے سامنے آتی اور دلوں کو للچاتی ہے۔ ایسے نظاروں اور شغلوں کے ہوتے ہوئے۔ دنیا سے وحشت اور بے رغبتی کا سبق کون دے۔

مدرسوں اور کالجوں کی مخلوق

کالجوں اور مدرسوں کے طالب علم ہیں کہ وہ بیچارے الگ ہی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا رہے ہیں۔ سائنس اور فلاسفی کی گرفت انکو دم نہیں لینے دیتی۔ اسلامی صداقتوں پر کچھ تو دبی دبی چنگاریاں چھوڑتے ہیں اور کچھ علانیہ آتش افشانیاں کرتے ہیں۔ ان علوم حقہ کی جسکو ایمان کے قیام اور خدای پاک کی عظمت اور رسولی تعلیم کی عزت افزائی اور قدرشناسی میں دخل ہے ان نوجوانوں کی آنکھ میں کچھ قدر ہی نہیں۔ کالج کے احاطہ اور مدرسوں کی دیواروں کے اندر کوئی ایسا مسکین دل ہوگا جسکو فرائض اسلامی کی پابندی بھلی معلوم ہوتی ہوگی۔ تعلیم کے طوفان میں ایسے چکر کھارہے ہیں کہ تعلیمی کامیابی کی سرگردانی انکو سب فرائض اسلامی سے محروم رکھتی چلی جاتی ہے۔ کالج سے باہر نکلتے ہی جونہی وہ آگئے ہیں وہ انکی فلاسفر اور بالغ العلوم اور مالک العلوم ہونے کا نتیجہ ہوتا ہے پہلے تو وہ متعلم تھے اب معلم بنے۔ اکسٹرا اسسٹنٹ بنے۔ پلیڈر بنے۔ ڈاکٹر بنے۔ خدا جانے کیا کیا بنے۔ مگر اسلام اور تعلیم اسلام کے ہمدرد اور معاون کم ہی بنے۔

اس فساد عظیم میں اب تک جو کارروائی اصلاح کے لئے کی گئی وہ بھی مختلف المذاق انسانی شغلوں کا نتیجہ تھی فساد کے سارے شعبوں پر نظر ڈالکر کسی نے اس کام کو اٹھایا اور نہ پورا استقلال دکھلایا۔ کسی کا مذاق یہ ہے کہ قوم یورپین رنگ کے جنٹلمین دکھلائی دے۔ جاگنا۔ سونا۔ اٹھنا بیٹھنا۔ کھانا۔ پینا۔ چلنا۔ پھرنا۔ رہنا سہنا۔ سب یورپ ہی یورپ ہو۔ کسی کا یہ مذاق ہے کہ پرانی رسوم جو آباء و اجداد سے چلی آتی ہیں خواہ وہ کیسی ہی نقصان دہ ہوں انہی کی پابندی سے ترقی کی جاوے پرانے ہی طریق جو اوقات مختلفہ میں محدود ترقی کے دنوں میں برتے گئے ان کو جاری کیا جاوے اس کشمکش نے جو محض انسانی عقلوں اور خیالات نفسانی کی پیروی میں ہوتی رہی کچھ نتیجہ پیدا نہ کیا اور قوم میں وہ روح اور زندگی جو تعلیم قرآنی کا پاک منشا ہے اور جسکی پابندی ہی باعث ترقی اور باعث نجات ہے پیدا نہیں ہوئی۔

مولویوں کا طبقہ

مولویوں کا طبقہ قوم کی نگاہوں سے کچھ ایسا گرا ہے کہ ان کا کچھ اعتبار ہی جو کچھ لائق اور زمانہ شناس افراد نہیں رکھتے اس طبقہ کا کثیر حصہ اپنی مفلسی اور محتاجی اور کمی معاش کے سبب سے حقیر ہوگیا ہے اور اس پست حالت نے انکی عقلوں اور ارادوں۔ ہمتوں کو اور پست کر دیا ہے اور ان پر یہ مثل صادق آتی ہے

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

اگر زیادہ کمال اس فرقہ میں ہے تو صرف یہ کہ کسی پر کفر کا فتویٰ لگا کر اور قوم کو جھوٹی اور بے ٹھکانے باتیں سنا کر ایک دوسرے کو آپس میں بیزار کرا دیا۔ اور اگر ہو سکے تو کشت و خون تک نوبت پہونچادیں فتوے طیار کرائے پھریں اور ذرا ذرا سی بات پر مہریں لگوائیں اور اس کارروائی میں اپنا حلوا مانڈا بھی کھاتے جائیں۔ خواہ وہ دوزخ میں جاوے یا بہشت میں۔ اس فرقہ نے تو واقعی جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک اقوال یعنی احادیث کے لفظ لفظ کو پورا کر دیا ہے۔ بڑی ہمت انھوں نے کی ہے تو ان پیشگوئیوں کے پورا کر دینے میں جو صد ہا سال پیشتر کی گئیں۔

آخری نتیجہ

اب ان اندرونی اور بیرونی فسادات کی تفصیل اور تحقق وجود کے بعد بھی سچے مصلح کی تلاش نہ کرنا اور حقیقی مجدد کو نہ پہچاننا بجائے خود ایک فساد ہے کہ جو آخر کار قوم پر وہ فتویٰ لگا دیگا جو خود مجدد اور امام وقت کی عدم معرفت کے سبب سے امت کے ہادی صادق امین حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے لگا دیا ہے **من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ**

اس مجدد اور امام کی شناخت کے واسطے اب کچھ زیادہ تلاش کی ضرورت نہیں۔ ان فتن و فسادات پر جو زمانہ میں محیط ہو رہے ہیں علم پا جانے کے بعد اگر برمحل غور کیجائے تو اس مجدد اور امام وقت کی شناخت خود بخود ہو جاتی ہے۔

حضرت اقدس کی پاک باتیں

گذشتہ اشاعت سے آگے

اب تبلاؤ کہ کیا یہ نشانات اپنی صداقت اور ثبوت میں کسی اور خارجی دلیل کے محتاج ہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ معجزات میں سے ایک ہی کافی ہے چنانچہ جب اُن سے معجزہ مانگا گیا ہے تو یہی کہتے رہے کہ یونس نبی کے نشان کے سوا اور کوئی نشان نہ دیا جاوے گا۔

مینے پہلے بتلا دیا ہے کہ جو لوگ اندرونی حالات سے واقف ہوتے ہیں اُن کے لئے نشانات کی بڑی ضرورت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ محض رحم کرکے اُن کے مزید اطمینان اور اپنی ہستی منوانے کے لئے نشانات ظاہر فرماتا ہے۔ مجھکو تعجب پر تعجب اور حیرت پر حیرت ہوتی ہے کہ لوگ اولیاء اللہ کے معجزات کے قائل ہیں اور ایسے ایسے خوارق اُنکے بیان کرتے ہیں جنکے لئے نہ کوئی دلیل ہے نہ عقلی یا نقلی ثبوت ہے اور وہ بطور قصّہ اور کہانی کے ان کی زمانہ کے بہت عرصہ بعد لوگوں میں مشہور ہوئے ہیں۔ مثلاً شیعہ ہی کو اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معجزات پوچھو تو وہ اسقدر بیان کرینگے کہ گنتے گنتے تھک جائیں مگر جب ثبوت مانگیں تو کچھ بھی نہیں۔ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خوارق بکثرت بیان کئے جاتے ہیں مگر انکی کسی کتاب میں منقول نہیں ہیں اب لوگ خدا سے ڈریں اور سوچکر جواب دیں کہ جو باتیں صدہا سال بعد لکھی گئی ہیں انکی تو تصدیق کی جاتی ہے لیکن جو آنکھوں سے دیکھے گئے ہیں ان کی تکذیب کی جاتی ہے افسوس یہ لوگ اتنا بھی تو نہیں سوچتے کہ خبر معائنہ کے برابر نہیں ہوتی کیسی ہوگی بات کسی واقعہ صحیحہ کی برابری نہیں کرسکتی۔ اب میرے نشانات دیکھکر جو ان نشانوں کی تکذیب کی جاتی ہے یہ میری تکذیب نہیں یہ واقعات صحیحہ کی تکذیب بھی نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی تکذیب ہے یہ یاد رکھو کہ یہ مصیبت اس لئے آئی ہے کہ تقویٰ اور طہارت اُٹھ گیا اور قانون الٰہی یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت اُٹھ جاتی ہے اور دلوں میں رقت اور روحیں گداز نہیں رہتی اسوقت **منذر نشان** پیدا ہوتے ہیں یہ مقام تو ڈرنے کا تھا۔ مگر افسوس ان لوگوں نے اندھے اور بہرے ہوکر ان نشانات الٰہیہ کو (جو تضرع اور ابتہال پیدا کرسکتے تھے ایمان میں ایک نئی زندگی بخش سکتے تھے) چھوڑ دیا اور رسم پرست ہوگئے ایسے لوگوں کے لئے ہم کیا کرسکتے ہیں ایسے لوگوں پر خدا کا فتویٰ لگ چکا ہے **صمٌّ بکمٌ عمیٌ فھم لا یرجعون**

ہماری جماعت کا فرض

مگر ہماری جماعت جس نے مجھے پہچانا ہے کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ان نشانات کو باسی نہ ہونے دے اس سے قوت یقین پیدا ہوتی ہے اس لئے ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ ان نشانات کو پوشیدہ نہ رکھے اور جس نے دیکھے ہیں وہ انکو بتلا دے جو غائب ہیں تاکہ برائیوں سے بچیں اور خدا پر تازہ ایمان پیدا کریں اور ان نشانات کو عمدہ طریق سے سجا سجا کر پیش کریں۔ یاد رکھو خدا کے دلائل اور براہین کو جو خود رب نہیں دیکھتے وہ اندھے ہوتے ہیں اور حق کو دیکھ نہیں سکتے۔ اور انکے سننے کے کان نہیں ہوتے۔ یہ لوگ چارپائے بلکہ ان سے بھی بدتر ہوتے ہیں اور خدا اُن کی زندگی کا متکفل نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ متقی اور مومن کی زندگی کا ذمہ دار ہے **ھو یتولی الصٰلحین** اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی راہ سے دور اور چارپایوں کے مشابہ ہیں انکی زندگی کا کفیل نہیں بھلا بتلاؤ تو سہی کہ کوئی آدمی ذبح ہوتے ہوئے بکروں کے سر پر بھی جھگڑ رہا ہے۔؟ پھر جو لوگ بکروں سے بھی گئے گذرے ہیں انکی زندگی کی کیا پروا ہوسکتی ہے۔

یا نوزدوں کی زندگی دیکھلو کہ محنتیں اُن سے لی جاتی ہیں اور انکو ذبح کیا جاتا ہے۔ پس جو انسان خدا تعالیٰ سے قطع تعلق کرتا ہے اسکی زندگی کی ضمانت نہیں رہتی۔ چنانچہ فرمایا **قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم** یعنی اگر تم اللہ کو نہ پکارو تو میرا رب تمھاری پرواہ ہی کیا رکھتا ہے یاد رکھو جو دنیا کے لئے خدا کی عبادت کرتے ہیں یا اُس سے تعلق نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ انکی کچھ پرواہ نہیں رکھتا۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

جن لوگوں کے ذمہ اخبار کا چندہ باقی ہے بہت جلد بھیجکر کارخانہ کی امداد فرماویں۔

چودھویں صدی کے عظیم الشان مجدد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت۔ تیرہ اور چودھویں صدی دین کے متعلق سیتو مسیح موعود لیکر پڑھو جو دفتر اخبار الحکم سے ۸ر کو بلا محصول ڈاک ملے گی۔

رسالہ سراج الحق حصہ دوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں عجیب و غریب رسالہ طبع ہوا ہے قیمت ۸ر محصول ۲ر

المشتہر خاکسار سراج الحق نعمانی از قادیان دار الامان۔

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

الحکم کا آنیوالا رنگ

الحکم کے متعلق جو ضروری اصلاح اور ترمیم شروع سال سے اسکے زیادہ مفید اور کارآمد ہونے کے لئے ضروری ہے وہ ہم نے گذشتہ اشاعت میں حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب اور حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم-اے-ایل-ایل-بی- کے ایما سے شائع کردی ہے اور نہ کہ مذکورۃ الصدر بزرگوں ہی کی تجویز اور نظر ایک ہے بلکہ انجمن فرقانیہ لاہور کے سکریٹری منشی تاج الدین صاحب اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی دارالامان کی موجودگی ہی میں [illegible] تجویز پاس ہوئی تھی جس کے متعلق آج ایک کھلی چٹھی بطور ضمیمہ الحکم شائع کی جاتی ہے یہ چٹھی بھی مذکورۃ الصدر بزرگوں کی صلاح اور مشورہ کے بعد شائع ہوئی ہے

اب وہ وقت [illegible] کہ اپنے احباب ہماری ہمت بندھائیں اور اپنے معاون بنیں تاکہ الحکم زیادہ مفید زیادہ کارآمد ثابت ہوسکے اور اسکی موجودہ اشاعت کے نقائص کی اصلاح ہوجاوے - یہ امر قابل لحاظ ہے کہ ۳۰۰۰۰۰ سے زیادہ آدمیوں کی جماعت کا کم از کم ایک اخبار تو ایسا ہونا چاہئے جسکو اپنی قدردانی کی طرف سے کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ ملے اور اگر دس ۰۰۰۰ ہزار نہیں تو کم از کم ۳۰۰۰ یعنی تین ہزار ہی شائع ہو ہم امید کرتے ہیں کہ بہت جلد منظوری کے فارم ہمارے پاس پہونچیں گے -

---

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصیت

الفاروق کے مرتب نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی خصوصیت کو ایک جگہ تحریر کیا ہے جس کا اقتباس ہمارے معزز ہمعصر نیر آصفی نے بھی کیا ہے - ہماری رائے میں ایک اہم اور بہت بڑی بات جو حضرت ابوبکر صدیق رض کی سب سے نمایاں اور روشن تر کارگذاری میں داخل ہے اور جسکو انھوں نے مسند نبوت اور سجادہ خلافت پر رونق افروز ہوتے ہی اول حق خلافت ادا کیا وہ رہ گئی ہے گو اس کا ذکر ایک معمولی واقعہ کے رنگ میں الفاروق کے دوسرے مقام پر کیا گیا ہے - مگر جس وضاحت اور خصوصیت اور عظمت شان کے ساتھ چاہئے تھا نہیں وہ بات کیا ہے؟

مسیح بن مریم کی وفات پر اجماع

سب سے پہلا اجماع امت جس مسئلہ پر ہوا - اور سب سے پہلی کارروائی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہوئی اور سب سے پہلی بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلیفہ اول رضی اللہ تعالے عنہ کے منہ سے نکلی وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ہی تھی - اور یہی وہ نمایاں کارگزاری اور معرفت اور بصیرت اور استقلال اور اخلاقی جرأت تھی جسنے ثابت کردیا کہ سیدنا ابوبکر صدیق ہی وہ شخص تھا جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد بلا فصل خلیفہ ہونے کا مستحق ہے -

خود جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کا وصال پا جانا ہی ایک ایسا واقعہ تھا کہ جس نے صحابہ کرام کو ایک ناقابل برداشت صدمہ سے حیران کردیا - اس پر طرہ یہ ہوا کہ جناب **فاروق اعظم** رضی اللہ عنہ نے شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیکر کہا کہ میں اس شخص کا سر اڑا دونگا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وفات پانے کا نام لے گا - ذرا اس واقعہ کی صورت کا تصور اپنے ذہن میں جماؤ پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ کیسی آفت اسلام پر آنے کو تھی - **فاروق اعظم** جیسا مقتدر بارعب بہادر انسان شمشیر برہنہ کھڑا ہے اور کسیکو جرأت نہیں ہوسکتی کہ اسکی مخالفت کرے - ایسے میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ کھڑے ہوتے ہیں اور باواز بلند صحابہ کی بیشمار تعداد کے درمیان خطبہ پڑھکر کہتے ہیں کہ **محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو وفات پا گئے** اسپر دلیل یہ پیش کرتے ہیں **وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل** آہ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم بھی ایک رسول ہی ہیں اور ان سے پیشتر جسقدر رسول آئے ہیں سب وفات پاچکے ہیں اس خطبہ کو سنکر حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنی غلطی بیان کرلی اور یوں حضرت صدیق نے (خدا کی بے انتہا رحمتیں اسپر ہوں) امت محمدیہ کو ایک فتنہ عظیم سے بچالیا -

اب اس خطبہ سے جو بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلا خطبہ کئی ہزار صحابہ کی موجودگی میں پڑھا گیا صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کا یہی مذہب تھا کہ مسیح بن مریم وفات پاگئے - ورنہ اگر صحابہ میں سے کوئی فرد بشر ایسا بھی تھا کہ جو مسیح کو زندہ سمجھتا تھا تو بتلانا چاہیے کہ اس نے حضرت

ابو بکر کے اس استدلال پر جرح کی ہو کیونکہ اگر کوئی رسول آپ سے پیشتر بھی زندہ تھا تو **ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل** کا استدلال صحیح کیونکر ہو سکتا تھا؟

غرض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کی یہ پہلی کارروائی بالاتفاق مسلمانوں کے نزدیک مسلّم اور صحیح ہے پھر یہ کہنا کہ مسیح کی وفات پر اجماع نہیں ہوا؟ سخت حماقت اور بے دینی ہے۔ صحابہ اکرام کا اجماع تو صاف ثابت ہے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب بھی یہی ہے کیونکہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی فرمایا ہوتا کہ مسیح بن مریم زندہ ہے تو اس موقع پر کوئی صحابی اس روایت کو پیش کرتا۔ اس واقعہ سے اس قول کی بھی تردید ہو جاتی ہے جو **ان عیسیٰ لم یمت** کے الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے۔

فی الجملہ حضرت صدیق اکبر کو یہ بہت بڑی خصوصیت ہے۔ اور امت پر آپ کا عظیم الشان احسان ہے

آریوں نے عیسائیوں کے ساتھ کھایا۔

بنوں کے اخبار تحفہ سرحد سے معلوم ہوا کہ آریہ سماج کے نویں سالانہ جلسہ کی تقریب پر آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے سکرٹری ماسٹر آتما رام اور کچھ اور آریہ سماجیوں نے ڈاکٹر پینل کے گوشت چھوڑ دینے کے اقرار کرنے پر ڈاکٹر صاحب کے ساتھ کھانا کھایا۔ آٹا عیسائی ڈاکٹر نے گوندھا اور خود ہی ہاتھ دھلائے۔ اور عیسائی ڈاکٹر نے ہی لاکر رکھا۔ اور ان کے ساتھ بیٹھکر ہی کھایا۔ جس آریہ پرتی ندھی سبھا اس عمل کو کہاں تک جائز قرار دیتی ہے اور آریہ سماج کے دوسرے ممبر کہاں تک اسکی تقلید کرتے ہیں۔ ماسٹر آتما رام نے صاف جواب دیا ہے کہ آریہ مذہب کے رو سے اس شخص کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے جو گوشت نہ کھاتا ہو شراب نہ پیتا ہو اور صاف اور ستھرا رہتا ہو اس سے تو معلوم ہوا کہ اگر ایک بھنگی بھی ایسا کرے تو آریہ سماج کو اس کے ساتھ ضرور کھا لینا چاہیئے۔ چوہڑوں اور چماروں کو خوش ہونا چاہیے کہ ایک دن آریہ سماج ان کے ساتھ بھی بشرطیکہ وہ صاف اور ستھرے رہیں اور شراب اور ماس چھوڑ دیں کھانے کو طیار ہو جاوے گی۔

اِنّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

یہ ایک سچی بات ہے **لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ** اللہ تعالے کی پیشگوئیاں پوری ہو کر ہی رہتی ہیں۔ حضرت حجت اللہ فی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کو عرصہ دراز ہوا جب کہ یہ الہام ہوا تھا۔ جن لوگوں نے اس مقدس انسان کی توہین کا بیڑا اٹھایا وہ ناکام۔ نامراد۔ ذلیل اور خوار ہو کر یا تو دنیا سے چلے گئے یا غم و غصہ کی آگ کا مزہ چکھنے اور اپنی ذلت دیکھنے کے لئے ابھی تک موجود ہیں۔ ملانوں نے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق آج آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہیں اس پاک انسان کی توہین میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا۔ خدا کی شان ہے کہ خود حضرت اقدس کے مخالف لوگوں ہی میں انکی شرارتوں اور خباثتوں کو طشت از بام کرنے کے لئے ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا۔ چنانچہ **کرزن گزٹ** دہلی میں ہر ہفتہ ان ملانوں کی جن چیدہ الفاظ میں قلعی کھولی جاتی ہے۔ وہ کچھ ان کا ہی دل جانتا ہو گا۔ اسقدر الفاظ انہوں نے شاید خدا کے راستباز کے حق میں نہ بولے ہوں گے۔ جو یہ آج سن رہے ہیں۔

کرزن گزٹ نے اس بات کا بیڑا اٹھایا ہے کہ وہ ان ملانوں سے مسلمانوں کو رہائی دلائے۔ گو ملانوں نے ہندوستان کے مختلف اطراف میں منصوبہ کر کے اسپر نالش کرنی چاہی اور دھمکیاں بھی دیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ کرزن گزٹ کے قلم میں زور اور جوش آرہا ہے۔

اے ناحق شناس لوگو!

سوچو اور غور کرو کہ کیا اب بھی خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کا یہ الہام کہ **انی مھین من اراد اھانتک** پورا نہیں ہوا؟؟؟

ایڈیٹوریل

وَالْقَدْرُ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی

اہل اسلام کے ایمانیات میں سے یہ بھی ایک ضروری مسئلہ ہے کہ وہ اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ ہر شے کی بھلائی اور برائی کا اندازہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے مسئلہ تقدیر تمام بلندیوں اور ہر قسم کی ترقیوں کا چشمہ اور ابتدا ہے۔ لیکن علوم حقہ سے ناواقف اور ناآشنا معترضوں کے نزدیک اسپر بھی اعتراض ہو سکتا ہے۔ ہمارے سید و مولیٰ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام بارہا فرمایا کرتے ہیں کہ اسلام کے جن مسائل پر اور قرآن کریم کی جس آیت پر بد اندیش مخالف اعتراض کرتے ہیں اسی جگہ ایک عجیب و غریب نکتہ معرفت کا مرکوز ہوتا ہے حقیقت میں حضور اقدس کا یہ ارشاد آب زر سے جواہر کی تختی پر لکھنے کے قابل ہے۔

تقدیر کے مسئلہ پر جسقدر اعتراض کئے گئے ہیں وہ قلت تدبر کا نتیجہ ہیں ورنہ یہ مسئلہ ایسا صاف اور سلیس ہے کہ تھوڑی سی غور کے بعد سمجھ میں آجاتا ہے تقدیر کے معنے اندازہ کر چکے ہیں ہم خواص الاشیاء کا دوسرا نام بھی تقدیر رکھ سکتے ہیں۔ مثلاً آنکھ کا کام ہے دیکھنا اور آنکھ سننے کا کام نہیں دے سکتی جو کان کا کام ہے۔ پس آنکھ کی تقدیر یہی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کے یہی معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے خواص اور اندازہ کا عالم کل ہے۔ اس تقدیر کا ایک نام قرآن کریم میں ہدایت بھی ہے۔ کیونکہ ہدایت خواص ہی کا نام بھی ہے۔ اب اسقدر بیان کے بعد تقدیر کا مفہوم سمجھ لینے میں کوئی دقت پیش نہیں آسکتی۔ اب ہم تقدیر کے اس پہلو پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ جو کوتاہ نظر نکتہ چینوں کی نظر میں تاریک پہلو ہے اور وہ یہ ہے کہ گویا مسلمان اس بات کے قائل ہیں کہ کسی آدمی کا نیک ہونا یا بد ہونا ازل سے ٹھیرایا گیا ہے جسکو نیک ہونا ہے وہی نیک ہوگا۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ انسان مجبور ہے۔ کسی نیکی یا بدی کرنے میں اپنا کوئی اختیار نہیں رکھتا ہے اور پھر ایسی صورت میں کسی بدی پر سزا دینے کے کیا معنے ہیں۔

یہ اعتراض ہے جو مسئلہ تقدیر پر کیا جاتا ہے اگرچہ اس اعتراض کی کوئی حقیقت نہیں رہتی جبکہ تقدیر کے معنے سمجھ لئے جاویں اور خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا پر غور کی جاوے۔ تاہم غلطی رفع کرنے کے لئے ہم اس کی اور بھی تصریح کر دیتے ہیں۔ اس اعتراض کے کرنے والے یورپی فلسفہ کے پجاری نئی روشنی کے فرزند ہیں۔ اور وہ مانتے ہیں کہ انسان مختار مطلق ہے جو چاہے سو کرے ہمکو سخت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایسے دانشمند اتنا نہیں سوچتے کہ جبکہ انسان مختار مطلق ہے اور جو چاہے سو کر سکتا ہے پھر اسکو اعمال بد کی سزا دینا خواہ وہ تناسخ کا گورکھ دھندا یا دنیوی مصائب اور تکالیف کا جیل ہی کیوں نہ ہو کیونکر انصاف ہو سکتا ہے جیسے ایک مجبور مطلق کو سزا دینا انصاف کے خلاف ہے ویسے ہی ایک مختار مطلق کو سزا دینا بھی درست نہیں ہے

پس

یہ مسئلہ اسی ہیئت اور حیثیت میں درست اور تمام ترقیوں کی جڑ ہے جو اسلام نے بیان فرمایا ہے یعنی اسلام نے انسان کو مجبور مطلق قرار دیا ہے اور نہ مختار محض بلکہ انسان کی فطرت اس قسم کی بنائی ہے کہ بعض افعال ایسے ہیں جو انسانی طاقت کے اندر ہیں جیسے زبان سے بولنا۔ آنکھ سے دیکھنا ہاتھ سے کام لینا وغیرہ وغیرہ اور بعض قوی ایسے ہیں جو اس کے قبضہ اقتدار و اختیار سے باہر ہیں جیسے زبان کی قوت ذائقہ یا جوارح انسانی کا نشو و نما۔

اب

جو قوی ایسے ہیں کہ جو اس کے تابع امر ہیں انپر احکام اسلامی اور شریعت کا فتویٰ ہے اور جو اسکے حیطہ اقتدار سے باہر ہیں انپر کوئی فتویٰ نہیں مثلاً اگر ایک شخص خواب میں کسی غیر عورت سے مباشرت کرے تو اسلام کی رو سے اسپر زنا کی حد قائم نہوگی کیوں؟ یہ امر اسکے حیطہ اقتدار سے باہر تھا ہاں اگر دیدہ و دانستہ زنا کرے تو وہ سزا یاب ہوگا

پس

انصاف کرکے بتلاؤ کہ کیا مقدس اسلام کی اس تعلیم پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام کے ہدایت نامہ میں جو الفرقان ہے کہیں جبر اور اختیار کا کوئی لفظ استعمال ہی نہیں کیا گیا ہے۔ اور اسباب کو کھول کھول کر بتلایا ہے کہ انسان جو دکھ اٹھاتا ہے اپنی خطاؤں اور کرتوتوں کیوجہ سے یہ امر قرآن کریم میں ایسا واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ہم کو کسی حوالہ کی ضرورت نہیں۔ دیکھو ملت اسلام کا باپ ابراہیم حنیف علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا کہتا ہے وَاِذَا مَرِضْتُ فَہُوَ یَشْفِیْنِ یعنی جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے فی الجملہ تقدیر کا مسئلہ تمام بہبود انسانی کی جڑ ہے اور یہ اسلام کا فخر ہے کہ اس نے تقدیر کا مسئلہ بیان کر کے ترقی کی راہ کھول دی کیونکہ جب نقصان رساں چیزوں اور نفع بخش اشیاء کے اندازے اور علم کا نام تقدیر ہے تو جیسا کرے گا ویسا پاوے گا کا اصول مد نظر رہ کر انسان نیکی کی طرف توجہ کرے گا۔ یہ ہے تقدیر کی حقیقت جو ہم سمجھے ہیں۔

بیعت جدید

مولوی بدرالدین صاحب زمیندار مینکا ضلع گجرات
امام الدین صاحب گوجرانوالہ
عبدالحکیم صاحب سلطان پور - ہوشیار پور
محمد خان صاحب جنجوعہ - راجووال ضلع نیلم
شمس الدین خان صاحب ” ”
چھوٹے شاہ صاحب ” ”
منشی نورالدین صاحب - حاجی پورہ ریاست کپورتھلہ
منشی غلام حسین صاحب ”
قاسم بیگ صاحب - بڈھا گورایہ ضلع سیالکوٹ -
امیر بخش صاحب - کالا خطائی ”
مبارک خانصاحب - فیض پور - لاہور
سردار خانصاحب - بھوپڑہ - ضلع گوجرانوالہ
مستری محمد صاحب نکئی - پشاور
کرم الٰہی صاحب گھڑی ساز لاہور لاہوری منڈی
حاکم خانصاحب - کرہی - حال حبدار کپورتھلہ
عبدالرحمن صاحب محرر الکشن آفس - دہرہ دون
مولوی عبدالرحیم صاحب - کرنول - حیدرآباد دکن
محمد ظہیرالدین خانصاحب - گوڑبانی ضلع رہتک
عبداللہ صاحب - تاراگڑھ - گورداسپور
عبدالحیم ابوسلیم - [illegible]

خان شیر محمد صاحب نمبر دار نمبر ۲۰۲ ضلع جھنگ
مولا بخش صاحب چونڈا ضلع سیالکوٹ
محمد رمضان صاحب نمبردار - ماہی الکلام - کشمیر
پیر بخش صاحب - پھلور - جالندھر
محمد بخش صاحب - ترانہ - جھنگ
نظام الدین صاحب محرر - ریلوے - لاہور
غلام دستگیر صاحب - مدراس -
غیاث الدین صاحب ہیڈ کلرک ڈویژن نہر جہلم
حسین بخش صاحب - شہر انبالہ
شیخ غلام حسین صاحب - مدوملی - سیالکوٹ
کرم الدین صاحب افریقہ - ممباسہ
عبدالکریم صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
میر مراد علی صاحب سکنہ
محی الدین صاحب - ” میر فقیر احمد صاحب - ” عبدالغنی صاحب
میاں قادر بخش صاحب - چک سکندر - امرتسر
سردار محمد صاحب - چک نمبر ۳۰۴ لائلپور
شیخ غلام محی الدین صاحب - پالم پور کانگڑہ
احمد خانصاحب - بازار کوتوالی حرم سال خاص
مستری حیات محمد صاحب - چکوال -
[illegible] ریاست پٹیالہ

عجیب و غریب مرہم

المعروف

مرہم عیسیٰ و مرہم رسل و مرہم سلیخہ

معزز بھائیو! یہ ایک نہایت ہی پر تاثیر اور نادر مرہم ہے اس مرہم کے طیار کرنے میں بے بڑی مشکل تو اس کے اجزا بہم پہونچانے میں ہے کیونکہ اکثر اجزا نادر الحصول ہیں اور اس ملک میں انکا دستیاب ہونا مشکل ہے ہم بڑی خرچ کے ساتھ اس مرہم کو طیار کرتے ہیں اسکو ہر ایک زمانہ کے طبیبوں نے آزمایا انکی اعجازی تاثیرات کو بلا اختلاف سب نے تسلیم کیا - حکماء یورپ بھی اس کے عجیبہ خواص کے قائل ہیں خاص یقینی صحیح اور آلائش سے پاک خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی اسکو طیار کرتے ہیں ایک دفعہ ضرور آزمایش کرنے

فوراً جلد اور دیر اثر کرتا ہے ہر قسم طاعون - سرطان کے زخم خنازیر - دکھنے مالا گلٹیاں - ہر قسم ہر طرح کے ناسور - زخم بگڑے ہوئے پرانے گندے زخم - پھنسی - پھوڑے گھاؤ - گنج - خارش - طرح طرح کی جلد کی بیماریاں چوٹوں کے زخم - موچ لگنے کے درد - بواسیر کے درد - ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا - کانوں کے پیچھے کا جانوروں کا کاٹ لینا - جل جانا - عورات کی خطرناک بیماریاں - سرطان رحم وغیرہ وغیرہ کا دنیا بھر میں لاثانی علاج ہے

قیمت فی ڈبیہ ۱۲ ؍

کارخانہ مرہم عیسیٰ المعروف مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین بھاٹی دروازہ لاہور مرہم گروہ

اشتہار

سررشتہ میونسپل

میلہ مال مویشی دیہان دیوالی ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء سے شروع ہو کر ۲۹ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار دس روپے مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاوے گا اور مبلغ پانسو روپیہ گھوڑوں کو انعام دیا جاوے گا اگر کسیکو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہئیں ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہوں گے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاوے گا یعنی ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء دو وقت صبح اور شام دودھ دھکر وزن کیا جاویگا اور نیز میلہ اسپاں بھی حسب دستور سابق اس موقعہ پر ہوگا - فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاویگا واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ بوقت داخل ہونے احاطہ میں مالکے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنی باہر نکال کے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاوے گا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصولیابی قیمت کے رہے گی -

دستخط

المشتہر

مسٹر - جے - جی - اکیپ صاحب

بہادر سکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر

۱۵ ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء

ضمیمہ اخبار الحکم ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۰ء

ناظرین الحکم کے نام ایک کھُلی چٹھی

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں آج قوم کے سامنے ایک ضروری اور نہایت ضروری امر کو توجہ کے لیے پیش کرنا چاہتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ وہ میری اس دردناک عرضداشت پر پوری توجہ فرماکر ایک ضروری مسئلہ کو حل کردینگے

مارچ ۱۸۹۹ء کا ذکر ہے کہ مینے اخبار الحکم کی مالی مشکلات کو ایک اپیل کے پیرایہ میں قوم کی خدمت میں پیش کیا تھا اور ان تمام زیرباریوں کا ذکر کردیا تھا جو خریداروں کی عدم توجہی کے باعث اُسوقت تک ہو چکی تھیں۔ اس اپیل پر قوم نے کیا توجہ کی؟ اسکا جواب صاف ہے کہ وہ قابل توجہ ہی نہیں سمجھی گئی۔ ایک دو دوستوں نے میرے درد سے حصہ لیا مگر جو کام قوم کے کرنیکا ہو وہ ایک دو کے کرنے سے نہیں ہو سکتا اور ہرگز نہیں ہوسکتا مینے اس عدم التفاتی قوم کو اپنی ہی غلطی اور کمزوریوں کا نتیجہ قرار دیا اور ان سابقہ زیرباریوں پر کچھ اور ایزاد کرکے یہ تجویز کی کہ اخبار کو عمدہ صورت پر شائع کیا جاوے چنانچہ جون ۱۸۹۹ء سے باوجود اس بیسروسامانی کے اخبار کی تقطیع۔ کاغذ۔ کتابت۔ اور چھپوائی میں ایک نمایاں تبدیلی کردی۔ مجھے اُمید تھی کہ اگر میری سستی اور لاپروائی ناظرین کی عدم توجہی کا باعث ہے تو موجودہ صورت میں مجھے کافی مدد ضرور دیجاویگی لیکن پھر بھی ہماں آتش درکاسہ کا مضمون رہا۔ اُدھر خریداروں کے ذمہ بقایا بڑھتا گیا ادھر زیرباریاں بڑھتی رہیں۔

کہا جاتا تھا ایڈیٹر صاحب میں استقلال نہیں سال میں کئی رنگ کاغذ کے بدلتے ہیں اور چناں اور چنیں ہے مگر مینے بحمد اللہ ایک سال سے زائد عرصہ تک اخبار ایسی حالت پر چلا کر دکھایا ہے کہ جہانتک اخبار کی بہتری۔ اور عمدگی کو میرے ساتھ تعلق ہے مینے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اور نہ میرے استقلال میں فرق آیا۔ مگر سوال یہی ہے کہ اسپر خریداروں کی طرف سے کیا توجہ ہوئی؟ جواب وہی ہے کہ ایڈیٹر کی لاپروائی ایک ایسی ناقابل عفو خطا ہے کہ جسطرح ہوسکے اسکو اس قابل نہ ہونے دیا جاوے کہ اخبار کو باقاعدہ اور موقت الشیوع بنا سکے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان